سنجوگ

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۲۰۸

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۰۸

مرتّبہ:

نوید ظفر کیانی

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام

https://archive.org/details/@nzkiani

nzkiani@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالمی آن لائن مشاعرہ
موجِ غزل
منفرد ردیف رنگ

ردیف گ ـــــ قوافی و بحر حسبِ توفیق

سنجوگ

مشاعرہ ۱۶/مارچ ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ سہ پہر تین بجے شروع ہوگا اور اتوار رات نو بجے تک جاری رہے گا۔ کلام مقررہ وقت پر ایک ایک شعر کی صورت میں پیش کیا جائے جو یکجا کر کے یکجا والے مراسلے میں کمنٹ کیا جائے۔ براہِ کرم کلام قبل از وقت پیش نہ کریں۔ **سنجوگ** کے مرکزی خیال پر کسی بھی ہیئت میں نظم لکھی جاسکتی ہے۔

۴۰۸

پابند ردیف رنگ

میزبان
ہاشم علی خان ہمدم، نوید ظفر کیانی، روبینہ شاہین بینا
محمد رضا طیبی اور احبابِ موجِ غزل

خوش آمدید

موجِ غزل عالمی مشاعرہ نمبر ۴۰۸

ردیف گ قوافی و بحر حسبِ توفیق

عالمی آن لائن مشاعرہ
موجِ غزل
پابند ردیف

سنجوگ

مشاعرہ ۱۶/مارچ ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ سہ پہر تین بجے شروع ہوگا اور اتوار رات نو بجے تک جاری رہے گا۔ کلام مقررہ وقت پر ایک ایک شعر کی صورت میں پیش کیا جائے جو یکجا کر کے یکجا والے مراسلے میں کمنٹ کیا جائے۔ براہِ کرم کلام قبل از وقت پیش نہ کریں۔ **سنجوگ** کے مرکزی خیال پر کسی بھی ہیئت میں نظم لکھی جاسکتی ہے۔

۴۰۸

فہرست

اعجاز ابطحی

پنجتن نامہ

گرچہ بصیرتوں میں ہیں لاکھوں خدا کے رنگ
ہیں رب کی نغمگی میں مگر مصطفیٰ ﷺ کے رنگ

عینِ خدا، لسانِ خدا، مظہرِ خدا
دیکھے بشکل مرتضیٰ وہ کبریا کے رنگ

بے مثل و بے عدیل وہ نازِ ارم بتولؑ
کوثر کی کہکشاؤں میں ہیں فاطمہؑ کے رنگ

پرتو ہے ہر ادا میں لعابِ رسولؐ کا
ہیں آمنہؑ کے لعل سے ہی مجتبیٰؑ کے رنگ

خیمے تھے راکھ، بازو کٹے، نیزوں پر تھے سر
جھیلے نہ ابطحیٰ سے گئے کربلا کے رنگ

انجینیر سخی سرمست

گلبرگہ شریف

حشر تک جو پڑے نہ پھیکا رنگ
میرے دل پر چڑھا ہے ایسا رنگ

لال پیلا ہے اور نہ نیلا رنگ
سب سے اچھا ہے عشق تیرا رنگ

سارے ہی رنگ رشک مجھ پہ کریں
اے میرے یار مجھ کو ایسا رنگ

رنگ ہر وقت دنیا بدلتی رہتی ہے
ایک تھا ایک ہے ہمارا رنگ

رنگ. کوئی جچا نہ نظروں میں
جب سے دیکھا ہے میں نے تیرا رنگ

ظلم سہہ کر بھی مسکراتا ہے
تیرے عاشق ملا کب ہے بدلا رنگ

کہہ رہے ہیں سبھی یہ اہلِ سخن
ہے انوکھا تیرے سخن کا رنگ

چار دن میں بدل گیا ہے سخی
دیکھ کر ہے مجھے یہ زمانہ رنگ

تعظیم احمد

خوبرو نیک اور کمال الگ
دونوں باتیں ملیں جمال الگ

چھوڑ دی ہم نے دنیاداری ہے
کردیا سارا ہی وبال الگ

عادتیں ان کی میری طرح نہیں
ہے جبلت الگ خصال الگ

اپنی کرنی کا پھل بھگتنا ہے
جھیلتا مار ہوں جلال الگ

دیتے خیرات صدقہ کچھ بھی نہیں
جمع دولت ہیں کرتے مال الگ

بدنظر سے بچانے کی خاطر
چاند سے چہرے پر ہے خال الگ

شہرہ تعظیم کا ہے چاروں طرف
جاہ حشمت میں بھی منال الگ

خاؔور چشتی

دِل میں رکھے ہوئے ہیں ہم نے نہاں سارے رنگ
پھر بھی ہے خوف، نہ ہو جائیں عیاں سارے رنگ

بے وفائی کا مرض عام ہوا ہے صاحب
اب یقیں والے ہوئے جیسے گماں سارے رنگ

میری پلکوں پہ ستارے سے ہیں اٹکے کتنے
میں نے برسات کے روکے ہیں یہاں سارے رنگ

خوشبوؤں کی طرح ہر سمت سے امڈے ہوئے ہیں
ڈھونڈنے کس کا یہاں آئے نشاں سارے رنگ

ٹھنڈی ٹھنڈی ہے تری کملی کی چھاؤں آقا ﷺ
اور مل سکتے ہیں اس طور کہاں سارے رنگ

تیرا بے پایاں کرم سب کو میسر ہے یہاں
آج پھیلے ہیں، زماں ہو کہ مکاں، سارے رنگ

خورشید عالم خورشیدؔ

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دُنیا میں ساتھ اُن کے، محشر میں اُن کے سنگ
پھر کس لئے رہیں گے، عاشق نبی ﷺ کے تنگ

حزن و ملال کیسا ، دیوانہ خوش رہے
جس دل پہ چڑھ گیا ہے عشقِ نبی کا رنگ

مہنگی پڑے گی سن لیں، سرکار ﷺ کے عدو
دِل پر لگا ہے جس کے، بغض و حسد کا زنگ

سرکار ﷺ کی عداوت، لے جائے گی جہنم
پرخاش اُن سے رکھنا، اللہ سے ہے جنگ

دیکھیں گے حشر میں جب آقا ﷺ کی شان کو
خورشیدؔ دیکھ لینا، رہ جائیں گے وہ دنگ

ڈاکٹر حامد حسین

سسوا موتیہاری، بہار الہند

دو لفظوں کے ہیں یہ جوگ
جس سے نکلا ہے سنجوگ

ہیں ہندی کے دونوں لفظ
جو سن سے یہ ملا ہے جوگ

تُو مطلب یوں جان میاں
ساتھ کو کہتے ہیں سنجوگ

دل کو لگا ہے میرے روگ
ایکا ایکی ہوا سنجوگ

مان لے کہ ہے تیری خطا
اور پھر پیارے تو ہی بھوگ

آخر اُن سے وصل ہوا
ورنہ تھا جیون کا سوگ

حامدؔ ساتھ رہیں دونوں
تم نے کیا جب یہ سہیوگ

ڈاکٹر حامد حسین

سسواموتیہاری، بہار الہند

حسن و جمال دیکھا ہے، دیکھا ہے ترا رنگ
دیکھا جو آج میں نے ترے رُخ پہ بھی تھا زنگ

حیرت ہوئی کچھ ایسی کہ میں کہہ نہ پایا کچھ
کب آ پڑی مصیبت، یہ کب پی ہے تُو نے بھنگ

خاموش تھا وہ کب سے مگر لب کھلے تو پھر
احوال دیکھ لے گا تو رہ جائے گا تُو دنگ

شکوہ گلہ نہیں ہے خطا میری اپنی ہے
کر رحم اُس پہ یارب کہ جس نے بھی کی ہے جنگ

یہ زندگی غنیمت ہے زندہ تو ہوں میاں
یہ دل وہ دل نہیں ہے، بنا دل ہے میرا تنگ

ایمان کے سوا تو ہے باقی نہ کچھ بچا
کوئی چٹان سا میرے دل پر پڑا ہے سنگ

حامدؔ فراخ دل ہو ترا، یہ دعا کرو
نہ تنگ زندگی ہو، نہ ہی دل ہو تیرا تنگ

ذوالفقار ہمدمؔ اعوان

ہاتھ میں ظالم کے ہے باگ
چاروں طرف ہے ظلم کی آگ

یاد ہے وہ اپنا بچپن
دیسی گھی سرسوں کا ساگ

چھوٹے مصرعے گہری بات
چھیڑ دیا درباری راگ

ملک جو سارا نگلے ہے
خاذن ہے اک بھوکا ناگ

ہیچ ہے یہ دنیا ساری
تجھ سے ہے جو من کی لاگ

صحرا صحرا آدم زاد
اہلِ جنوں کے اپنے بھاگ

ماتا جی کے صدقے جاؤں
ہاتھ سے اپنے پلائے پاگ

رستہ میں پھر تیرا تکوں
بام پہ جب آ بولے کاگ

بیٹھ گئی ساحل پہ ترے
جوشِ جنوں کی ساری جھاگ

رہبر کوئی نظر نہیں آئے
تھامے اہلِ وطن کی باگ

دشمن ہیں تعمیروں کے
سارے ہی تخریب میں گھاگ

یار نما جو دشمن ہیں
چنگل سے اب ان کے بھاگ

روزی روٹی اللہ دے
جتنا چاہے ہمدم بھاگ

رضوانہ اجمل ملک اعوان

تجھ کو اللہ نبیؐ سے ملا دیں گے لوگ
رہنمائی سے حق پر چلا دیں گے لوگ

آئے کچھ اچھے سچے زمانے میں بھی
زندہ یا مردہ نوری ضیا دیں گے لوگ

نیکی کر ڈال دریا میں، ہے سچی ہے بات
جو صلہ دے خدا کیا صلہ دیں گے لوگ

کام نیکی کے کر عزم و ہمت سے تو
بن کے ہمدرد دھوکہ دغا دیں گے لوگ

کچھ نرالے انوکھے بھی بستے ہیں یاں
رحمتیں کھا کر بھی جو بھلا دیں گے لوگ

دنیا والوں پہ مطلق نہ کر اعتبار
یہ جزاؤں کے بدلے سزا دیں گے لوگ

لوگ ظالم ہیں، مظلوم بھی تو یہاں
بھائی کو بھائی سے جو لڑا دیں گے لوگ

بندہ بندہ تڑپتا ہے دہشت سے اب
زخموں پر جو نمک بھی لگا دیں گے لوگ

فرق کتنا امیری غریبی میں ہے
یوں غریبوں کو عبرت بنا دیں گے لوگ

لوگ اچھے بھی ہیں اور برے بھی مگر
کچھ گرا دیں گے اور کچھ اٹھا دیں گے لوگ

راہ حق سچ کی رانی کو مل جائے گی
بچھڑے بھٹکے ہوئے کو ملا دیں گے لوگ

رضوانہ اجمل ملک۔۔۔اعوان

ہیں مجازی عشق کے سب کچے رنگ
اور حقیقی رنگ پکے سچے رنگ

زندگی میں بندگی سے سجتے رنگ
تیرگی میں روشنی سے کھلتے رنگ

تیری رحمت کے جہاں میں بٹتے رنگ
اور نبیؐ کے عاشقوں پر چڑھتے رنگ

روشنی کے چاند سورج تارے رنگ
تیری قدرت کے اشارے دیتے رنگ

مکہ میں یارب نیارے سارے رنگ
اور مدینہ میں ہیں مہکے مہکے رنگ

رنگ دے مجھ کو خدایا اپنے رنگ
میرے کچے رنگ، تیرے پکے رنگ

یہ فقیری رنگ ہے آنی پیارے رنگ
عاجزی والوں پہ چڑھتے تیرے رنگ

رضوانہ اجمل ملک اعوان

دُعا

جب مانگنی ہو، اپنے رب کی تُو رضا مانگ
جو رب سے ملا دے تجھے بس تُو وہ دعا مانگ

جو تجھ کو بچا رکھے زماں والوں کے شر سے
دنیا کی کڑی دھوپ میں وہ ٹھنڈی ہوا مانگ

مہکار بھی بے مثل ہو اور رنگ بھی اعلیٰ
قسمت کی لکیروں میں وہ جیون کی حنا مانگ

بس اللہ سے اور اُس کے نبی ﷺ سے جو ملا دے
اِس دور میں تُو ایسا کوئی راہنما مانگ

اے کاش کہ کر دے میری مقبول دعائیں
در اُس کی محبت کا رہے تجھ پہ کھلا مانگ

یہ دھرتی شہیدوں کے اثاثے پہ ہے نازاں
جس میں ہو بقا اُس سے کوئی ایسی فنا مانگ

دنیا بھی نکھارے میری عقبیٰ بھی سنوارے
جو اُس کی ہو منشاء وہی کر دے وہ عطا مانگ

تجھ کو تو سدا نور میں رہنے کی ہے عادت
روشن ہو جو پردوں میں بھی تُو ایسی ضیا مانگ

کٹ جائے یہ جیون ترا بس اُس کی رضا میں
سجدوں میں بھی تُو عجز و محبت کی ادا مانگ

آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلے سے سدا مانگ خدا سے
آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اگر مانگ دِلا شانِ خدا مانگ

جب تک تُو جئے صل علیٰ وردِ زباں ہو
پردہ ترا رہ جائے، درودوں کی ردا مانگ

یہ لطف فقیری میں بھی ہو جائے میسر
مل جائے امیری کا درخشندہ دیا مانگ

روبینہ شاہین بیناؔ

غزہ میں بھڑکی آگ
جاگ مسلماں جاگ

چن لے رب کی رہ
جاگ اٹھیں گے بھاگ

دنیا شاطر ہے
بن جا تو بھی گھاگ

پیار وہی ہے جس میں
جذبہ ہو بے لاگ

ٹوٹ گئی ہے ہمت
بیٹھ گئی ہے جھاگ

رہ رہ یاد آئے
لسّی روٹی ساگ

ہر اک رشتہ دار
اک دو موُنہا ناگ

غیر پہ تکیہ کیوں
تھام لے اپنی باگ

رہ کے پاکستان
کیسے جا گیں بھاگ

ریاضؔ احمد قادری

نعت شریف

اس کو ملا جہان میں ذات خدا کا رنگ
اپنایا جس نے صدق سے ہے مصطفیٰ ﷺ کا رنگ

عکس حبیب کبریا اس میں دکھائی دے
پایا ہے جس نے مولا علی مرتضیٰ کا رنگ

سرکار دو جہان کی اس پر عطا ہوئی
مانگا ہے جس نے آل حبیب خدا کا رنگ

صل علیٰ درود کا ہے معجزہ تمام
چھایا میرے کلام پر مدح و ثنا کا رنگ

کوئی یزید بھی نہیں اس کو جھکا سکا
من میں بسایا جس نے شہ کربلا کا رنگ

رہتی ہے اک حضوری ہی کی کیفیت مدام
جب سے ملا کلام میں صل علیٰ کا رنگ

دنیا کا کوئی رنگ بھی اس پر نہ چڑھ سکا
جس کو ملا ریاضؔ ہے فقر و غنا کا رنگ

سفر ندیم زہری انجمؔ

نور سے روشنی ہوا دو جگ
ہے شفاعت ہمیں شفا دو جگ

دل مدینہ سبھی بنا لیں ہم
پھر ملے گی سنو دوا دو جگ

آگ سے پھر ہمیں ڈرا مت تو
ہے حشر میں وہاں ہوا دو جگ

رزق کو ہی ترستے رہے انساں
ہر نوالہ لکھا خدا دوجگ

ہے گلا پھر تجھے مگر کس سے
ہر بشر کی سنے صدا دوجگ

ہم مسافر یہاں سبھی ٹھہرے
خود خدا ہے سنو بقا دوجگ

دل ترا پاک ہو نہیں سکتا
ہے نہیں دل اگر صفا دوجگ

ہے وسیلہ فقط محمد کا
یا محمد ملے شفا دوجگ

بے خبر ذات وہ نہیں انجمؔ
باخبر ذات ہے سدا دوجگ

سفر ندیم زہری انجمؔ

وہ ستمگر قریب تھے لگ بھگ
کچھ سزا بھی نصیب تھے لگ بھگ

بے رخی سے ہمیں خودی مارو
کچھ بشر بدنصیب تھے لگ بھگ

ہر کسی سے وفا نبھاتے ہم
زخم بھی بے طبیب تھے لگ بھگ

ہے شکایت منافقوں سے بس
جو ہمارے رقیب تھے لگ بھگ

ہجر نے ہی ڈسا ہمیں یارو
مخلصی میں حبیب تھے لگ بھگ

ہم خودی میں بھٹک گئے انجمؔ
بے خودی سے قریب تھے لگ بھگ

شاہانہ نازؔ

ہے قلب اضطراب میں سوچیں ہیں میری دنگ
مابین ذہن و قلب کے جب سے چھڑی ہے جنگ

جب سے مکیں ہوئی ہیں مرے ساتھ عسرتیں
دنیا کے میں نے دیکھ لیے ہیں عجیب رنگ

وہ روبرو ہوا تو عجب ماجرا ہوا
ساکت ہوا ہے جسم مرے لب ہوئے ہیں گنگ

یوں جسم و جاں کو گھیر لیا ہجر نے ترے
لوہے کو گھیر لیتا ہے جیسے نمی سے زنگ

ٹھنڈک تھی میرے دل کی تری دھیمی گفتگو
اب تیرے سرد لہجے سے جلتا ہے انگ انگ

قربت میں تیری سنگ بھی گوہر لگے ہمیں
فرقت میں تیری پھول بھی ہم کو لگے ہیں سنگ

شاہین فصیح ربانی

نعتِ رسولِ کریم

لکھے جو حروفِ نعت جگمگ
پائی ہے رہِ نجات جگمگ

کرتی ہے یہ کائنات جگمگ
باعث ہے نبی کی ذات جگمگ

ایمان سے دل ہوئے منور
آقا کی ہے بات بات جگمگ

سیرت کی کہکشاں میں آئے
چاہے جو کوئی حیات جگمگ

جو نعت پڑھیں جو نعت لکھیں
وہ لب جگمگ وہ ہاتھ جگمگ

محفل ہے سجی درود والی
کرتی ہے فصیح رات جگمگ

شاہین فصیح ربانی

رمضان رنگ

(ایک قطعہ)

رمضاں کا مہینہ ہے جدا رنگ
ہر پل نئی خوشبو ہے نیا رنگ
فیضان ہے رحمت کا شب و روز
ہر دم ہوں لب و قلب دعا رنگ

شاہین فصیح ربانی

ہوتا ہے جوشِ عزم و ارادہ الگ الگ
ملتا ہے اس لیے تو نتیجہ الگ الگ

دنیا کا ہو لحاظ کہ ہو دل کا اعتبار
ہوتا ہے زندگی کا قرینہ الگ الگ

رکھتی ہے ربط حالتِ دل اختلاف سے
سب کے لیے ہے کیفِ نظارہ الگ الگ

خوشیاں جڑی ہوئی ہیں، مفادات ایک ہیں
پھر بھی بنائے بیٹھے ہیں دنیا الگ الگ

منزل تو سب کی ایک ہے لیکن یہ کیا فصیحؔ
سب نے ہے منتخب کیا رستہ الگ الگ

صدا کشمیری

اس شہر میں جو دیکھا تو سہمے ہوئے تھے لوگ
کس آگ کے الاؤ میں جلتے ہوئے تھے لوگ

قاتل کو جا پکڑنے میں کچھ دیر کیا لگی
مایوس ہو کے خوف سے بیٹھے ہوئے تھے لوگ

ہمسائیگی میں خوف تھا کتے کا اس قدر
کاٹا نہ تھا مگر سبھی دُبکے ہوئے تھے لوگ

تنہا کھڑا ہوا تھا وہ سادہ مزاج شخص
وہ جس سے سارے شہر کے روٹھے ہوئے تھے لوگ

راحت صدؔا کو مل نہ سکے تو وہ کیا کرے
اُس کا بھی حصہ آپ کو بانٹے ہوئے تھے لوگ

طارق شہاب

دیس کے مفاد میں اے جوان اب تو جاگ
اس گھڑی کو جان لے امتحان اب تو جاگ

پاک سرزمین کے پاسبان اب تو جاگ
راستہ بھٹک گیا کاروان اب تو جاگ

دوڑ جائیں گے عدو لوٹ کر ترا وطن
گر پڑے نہ دیس پر آسمان اب تو جاگ

باغ کو اجاڑنے پر تلے ہیں خاص و عام
اس کو گر بچانا ہے باغبان اب تو جاگ

ساتھیوں سے تو کہیں رہ نہ جائے کوسوں دور
چھوڑ دے یہ کاہلی میری جان اب تو جاگ

کب تلک بھروسے کو اپنے آزمائے گا
کب تلک رہے گا تو خوش گمان اب تو جاگ

چھوڑ کر چلے گئے تجھ کو تیرے اپنے بھی
سر سے ہٹ چکا ترے سائبان اب تو جاگ

کب تلک شہابؔ تو دشت میں پھرے گا یوں
اپنی وضع پر بھی دے کچھ تو دھیان اب تو جاگ

ناصرؔ مجگانوی

بات ہے سچ یہی ساروں کے دل کو لبھاتی امنگ
لازمی شامل زیست میں بھی ہو جاتی امنگ

خواب میں بھی تاثیر کو خوب ہے لاتی امنگ
سب کو دنیا میں پر عزم بناتی امنگ

آس نہیں چھوڑی تو کچھ بھی نہیں چھوڑا
سب آسان ہو من میں پنپ گر پاتی امنگ

ہار کے بعد ہی انساں سرخرو ہو پائے
حوصلہ میں نئی جان ہمیشہ لاتی امنگ

تیرگی کو مٹنا ہے رات کے ڈھلتے ہی
مہر کی پھیلے کرن تو من میں آتی امنگ

کوئی معاملہ پیچیدہ بن جائے گر
خیر کے فیصلوں میں امید جگاتی امنگ

مایوسی سے ہر ممکن بچیں ہم ناصرؔ
اپنی ساری پشیمانی کو مٹاتی امنگ

نوید ظفر کیانی

ایسی بنا دی جائے گی حالات کی سرنگ
اِک اور شب میں نکلے گی اِس رات کی سرنگ

تم لوگ بات چیت کو کس سمت لے چلے
ہر بات سے نکال کے ہر بات کی سرنگ

انساں حقیر اور وسیع تر ہے کائنات
دونوں کے درمیان فتوحات کی سرنگ

مخزن ہے تیرے خون میں ہر انقلاب کا
اپنی زمیں میں کھود سماوات کی سرنگ

یہ راستے میں کیسی چٹانیں ٹکر گئیں
لے جا رہا تھا تیری طرف ذات کی سرنگ

تا عمر ایک یاد کے آسیب میں رہا
مجھ میں بچھی تھی شہرِ طلسمات کی سرنگ

عقل و خرد کی شعبدہ بازی پہ ہے یقیں
لیکن جو ہر کسی میں ہے جذبات کی سرنگ

کیسے بنائیں ایسی ملاقات کا محل
جس سے بنے اک اور ملاقات کی سرنگ

میں جس کی ظلمتوں میں کہیں کھو کے رہ گیا
کیسے بتاؤں وہ ہے مرے ہاتھ کی سرنگ

لے جائے گی گزار کے ہر دشت و بحر سے
دیکھی نہیں ہے تو نے مناجات کی سرنگ

ہر ظلم میں بچھائی ہے معجز بیان نے
بہرِ قرار روزِ مکافات کی سرنگ

نوید ظفرؔ کیانی

سنجوگ

(نظمِ معین)

مل لے!

سپنوں میں ہی

اِن پر دنیا والے

اب تک قبضہ کر نہیں پائے

یہ سنجوگ حوالے

کھلے ہیں اب بھی

مل لے!

ہاشم علی خان ہمدم

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

سیرت میں خوش خصال ہے صورت جمال رنگ
دنیا میں بے مثال ہے وہ بے مثال رنگ

پر نور ہو رہی ہے سماعت زمین کی
اترا ہے آسمان سے شیریں مقال رنگ

قرآن میں نہاں بھی عیاں ہو گیا سبھی
سیرت میں آ گیا ہے وہ صورت مثال رنگ

انوار آگہی میں ہے جلوہ کیے ہوئے
آئینۂ جمال میں ہے ہم خیال رنگ

چشم کرم پڑی ، مجھے سرسبز کر دیا
گل زارقلب وجاں میں ہوئے ہیں نہال رنگ

لب پر دعا یہی ہے کہ عشق رسول ﷺ میں
کردار میں بسا ہو وہ اصحاب وآل رنگ

آنکھیں نماز عشق کی سچی گواہی دیں
دل کی اذان میں ہو وہ سوز بلال (رض) رنگ

اُجلا سفید رنگ پیام رسول ﷺ ہے
پرچم پہ روشنی کا دیا ہے ہلال رنگ

پوچھا جو خود حبیب ﷺ کو پہلے بتا دیا
اسلوب حرف عشق ہے رب کا سوال رنگ

یہ خوش خیال رنگ نمود بہار ہے
رکھا ہوا ہے عشق نبی ﷺ نے بحال رنگ

مجھ کو در نبی ﷺ سے بلاوا بھی آئے گا
بدلیں گے ایک روز مرے ماہ و سال رنگ

اِس شان سے وہ طیبۂ جاں میں عیاں ہوئے
ہمدم سمجھ سکا نہ کوئی باکمال رنگ

ہاشم علی خان ہمدم

خوش تاب، خوش خیال، محبت کے سات رنگ
مہتاب، مہ جمال، محبت کے سات رنگ

ملنے کے ہم نہیں ہیں، نہ ایسے گنوایئے
نایاب، خال خال، محبت کے سات رنگ

منشور زندگی میں حقیقت کی روشنی
زرتاب، بے مثال، محبت کے سات رنگ

کم کم کھلے ہیں ہم پہ کشیدہ نہ ہو سکے
کم خواب، کم وصال، محبت کے سات رنگ

نفرت کا زنگ دل سے اتارے چلے گئے
تیزاب، تیز چال، محبت کے سات رنگ

ایسے کھلے کہ دل سے اجالے لپٹ گئے
گرداب ہیں کہ جال، محبت کے سات رنگ

سن ! لے، الاپ، راگ، حقیقت کے سات سر
خوش آب، خوش خصال، محبت کے سات رنگ

دھمال، موج، رقص، دھنا دھن دھنا دھنن
مضراب، خوش مقال، محبت کے سات رنگ

بود و نمود ، برگ ، چٹک ، بو ، ثمر، نمو
شاداب اور نہال، محبت کے سات رنگ

مکتوب لکھ دیا ہے بس اتنا سا مختصر
آداب، عرضِ حال، محبت کے سات رنگ

ٹھہرے نہیں سراب کی صورت بکھر گئے
سیماب، باکمال، محبت کے سات رنگ

جس کو ملے ہیں وہ بھی نمایاں نہ کر سکا
مے، آب اور گلال، محبت کے سات رنگ

تھوڑی سی زندگی میں متاعِ حیات ہیں
اسباب اور مال، محبت کے سات رنگ

میں بھی کوئی چنار ہوں، کافی ہیں بس مجھے
برفاب، سرخ شال، محبت کے سات رنگ

اِک رنگ بھی جدا نہیں ہمدم وجود سے
احباب، ہم خیال، محبت کے سات رنگ

ہاشم علی خان ہمدم

آئینۂ حیات نہیں ماورائے سنگ
پتھر کی آنکھ میں ہے ابھی تک صدائے سنگ

اسلوب یہ رہا کہ کنائے سے بات کی
کھولی زباں نہ ہم نے کسی پر اٹھائے سنگ

نکلے نہیں ہیں آج بھی پتھر کے دور سے
کیوں لوگ پوجتے ہیں بنا کر خدائے سنگ

خواہش کے باوجود بھی ہجرت نہ کر سکے
دھرتی سے جڑ گئی ہے ہماری وفائے سنگ

وحشت ٹپک رہی ہے دریچے کی آنکھ سے
دیوار پر پڑی ہے کسی کی بلائے سنگ

الزام دوسروں کے بھی سہنے پڑے ہمیں
لاحق رہی ہے ہم کو مسلسل قضائے رنگ

کس لاگ اور لگاؤ نے مجنوں بنا دیا
سر نے قبول کی ہے مسلسل رضائے سنگ

الزام ہم نے سر پہ محبت کا لے لیا
دل کو بھلی لگی ہے جنوں میں ادائے سنگ

وحشت برس رہی ہے، قیامت کا شور ہے
جیسے بنی ہوئی ہے یہ دنیا برائے سنگ

ہم خود کو ڈھونڈتے ہیں دھندلکے کی اوٹ میں
گرد و غبار میں ہے ابھی تک فضائے سنگ

زنجیر، طوق، تیغ و سپر، لب خموش ہیں
مسکان کیا ہوئی ہے کسی کی جزائے سنگ

کھنڈرات رو رہے ہیں گذشتہ جہان کو
تاریخ کے لبوں سے سنی ہے عزائے سنگ

بے کار راستے سے ہٹانا پڑا مجھے
ٹھوکر لگا کے لی ہے ہمیشہ دعائے سنگ

دامن پھٹا ہوا ہے نہ کشکول ہاتھ میں
مجھ کو نہ بھیک دیجیے، میں ہوں گدائے سنگ

کوہ گراں لگی ہے مری زندگی مجھے
سانسیں اکھڑتی ہے یہ کیسی ہوائے سنگ

آذر تراشتا ہے صدائے خیال کو
تصویر زندگی میں ہوئی ہے نوائے سنگ

کم زور ہو رہے ہیں، سلاجیت دیں انھیں
پتھر دلوں نے لی ہے ابھی تک دوائے سنگ

اینٹیں ہوئی ہیں سرخ لہو کے چراغ سے
مزدور انگلیوں پہ جمی ہے حنائے سنگ

اس خوب رو کھنڈر کو گرا دینا چاہیے
واجب ہوئی ہے شہر پہ ہمدم سزائے سنگ

ہاشم علی خان ہمدم

ہم پر کھلی نہیں ہے کبھی کیمیائے سنگ
ہم لوگ دیکھتے ہیں وہی جو دکھائے سنگ

دولت کی ریل پیل نے پتھر بنا دیا
سکے کھنک رہے ہیں، عجب ہے غنائے رنگ

صیقل کیے گئے ہیں سمندر کی موج میں
پانی سے اٹھ رہی ہے ابھی تک بنائے سنگ

نقارہ بج رہا ہے مگر لب خموش ہیں
لوگوں نے اوڑھ لی ہے خوشی سے قبائے سنگ

ہاتھوں میں کوئی پھول نہ ہونٹوں پہ کوئی گیت
بیمار کر رہی ہے سبھی کو وبائے سنگ

آثار کہہ رہے ہیں کہ منزل قریب ہے
برسے گی تیرگی میں کسی دن گھٹائے سنگ

دل پر ہیں کتنے زخم کوئی جانتا نہیں
دامن کے چاک تک ہی تو ہے رسائے سنگ

جس کو بھی دیکھتا ہوں وہ تصویر ہی لگے
رستے میں ہر قدم پہ ہے ایسی سرائے سنگ

یہ بت گری بھی اہل سیاست کا کھیل ہے
پتھر کے سامنے بھی ہمیشہ جھکائے سنگ

پھینکے گئے تو ٹھیک نشانے پہ جا لگے
اس میں کسی طرح بھی نہیں ہے خطائے سنگ

تہذیب تک جلا کے رکھی ہے زبان پر
نفرت کی آگ میں نہ کسی نے جلائے سنگ

پھولوں کی آرزو نے بھی دم توڑ ہی دیا
دامن میں اور کچھ بھی نہیں ہے سوائے سنگ

ہم نے وفا کے دشت میں پاؤں جما لیے
مجنوں نے کر دیا ہے ہمیں آشنائے سنگ

صدیاں گزر گئی ہیں ہمیں آئینہ ہوئے
نے ابتدائے سنگ نہ ہے انتہائے سنگ

انسان کی تلاش مورخ کا شوق ہے
صحرا میں ڈھونڈتا ہے وہی اپسرائے سنگ

مورت بنے ہوئے ہیں فریب خیال کی
دیکھی نہیں بتوں میں کبھی آتمائے سنگ

مسند ہے بولنے کی یہاں جھوٹ بولنے
حاصل ہے مدعی کو یہاں اعتنائے سنگ

زنگار دیکھتے ہیں پس آئینہ کہاں؟
ہم برائے چشم تماشا بنائے سنگ

تربیت سخن ہے کہ یہ آذری مری
ہمدم غزل میں پھول رکھے ہم نوائے سنگ

یوسف توقیر

دوسروں کا بھی کھا رہے ہیں لوگ
وزن بیحد بڑھا چکے ہیں لوگ

تیرگی غم کی دیکھ لے نہ کوئی
دھوپ چہرے پہ مل رہے ہیں لوگ

تو نے چھوڑا تھا جس مقام پہ کل
ضد لگائے وہیں کھڑے ہیں لوگ

حال کیا ہے ترا کہاں ہے تُو
تیرے بارے میں پوچھتے ہیں لوگ

موم بتی بجھا کے پھر توقیرؔ
مطمئن ہو کے سو گئے ہیں لوگ

مشتری ہوشیار باش

کتاب کا نام: سنجوگ۔

مشاعرہ رنگ: پابند ردیف رنگ (گ) مشاعرہ و نظم رنگ۔

وضاحت: یہ برقی کتاب بین الاقوامی ادبی تنظیم **موجِ غزل** کے فیس بک پر منعقد کردہ **مشاعرہ نمبر ۴۰۸** پر مشتمل ہے۔

صفحات: ۷۵

تاریخ مشاعرہ: ۱۶ مارچ ۲۰۲۴ء

منتظمین: ہاشم علی خان ہمدمؔ، نوید ظفر کیانیؔ، روبینہ شاہین بیناؔ۔

پبلشر: مکتبۂ ارمغانِ ابتسام۔ اسلام آباد، پاکستان۔

برقی ڈاک: nzkiani@gmail.com

ارکائیو ربط: archive.org/details/@nzkiani

موجِ غزل

کے ہفتہ وار مشاعرے

طرحی رنگ

پابند ردیف رنگ

اصنافِ سخن رنگ

منفرد ردیف رنگ

منفرد بحر رنگ

اسم ہائے ربانی رنگ

منفرد قوافی رنگ

موضوعاتی رنگ

مزاحیہ رنگ

مکتبۂ ارمغانِ ابتسام